اسلام کا نظامِ امن و امان

فتنہ و فساد اور رہزنی

جناب مولانا محمد ظفیر الدین صاحب مفتاحی دار الافتاء دار العلوم دیوبند

۵

ان احادیث کو پیش کر کے اشارہ کرنا ہے کہ جو انسانی عظمت کو زخم لگاتا ہے، اور خدا کے بے گناہ بندوں پر مظالم کے پہاڑ توڑتا ہے، وہ در اصل خود رب العزت کو اذیت پہونچانے کے درپے ہے اور اس سے لڑائی اور بغاوت کا اعلان ہے، اور قرآن نے تو فساد فی الارض (زمین میں بگاڑ اور شر پھیلانے) کو اللہ تعالےٰ کے ساتھ جنگ ہی سے تعبیر کیا ہے۔ آگے یہ تفصیل آرہی ہے۔

اسلام میں مردم آزاری کی قباحت جس مذہب میں انسانی عظمت کا اس قدر اہتمام ہو، خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس میں مردم آزاری، دل شکنی، اور انسانی راحت و سکون پر ڈاکہ کی گنجائش کہاں سے نکل سکتی ہے، اور اس کے قوانین میں اس طرح کی کوئی راہ کیونکر روا رکھی جا سکتی ہے جس سے امن و امان اور سکون و سلامتی پر یلغاری کی جا سکے۔

فسادی اور رہزن اسلام کی نظر میں وہ لوگ جو زمین پر فتنہ و فساد اور لوٹ مار سے دلچسپی رکھتے ہیں، اور اس طرح لوگوں کے سکونِ زندگی کو برباد کرنے کی سعی کرتے ہیں، اُن کے متعلق ارشادِ ربانی ہے:۔

انما جزآء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فساداً ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض (المائدہ ۵)

جو لوگ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد یعنی بدامنی پھیلاتے پھرتے ہیں وہ قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا اُن کے ہاتھ پاؤں مخالف جانب سے کاٹے جائیں یا زمین سے نکال کر جیل خانہ بھیج دیئے جائیں

حضرت تھانوی اس کا تفسیری ترجمہ تحریر فرماتے ہیں :-

"جو لوگ اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتے ہیں اور اس لڑنے کا مطلب یہ ہے کہ ملک میں فساد یعنی بدامنی پھیلاتے پھرتے ہیں، مراد اس سے رہزنی یعنی ڈکیتی ہے ایسے شخص پر جس کو اللہ نے قانونِ شرعی سے (جس کا اظہار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہوا ہے) امن دیا ہو یعنی مسلمان پر اور ذمی پر، اور اسی وجہ سے اس کو اللہ اور رسول سے لڑنا کہا گیا ہے کہ اُس نے اللہ کے دیئے ہوئے امن کو توڑا اور چونکہ رسول کے ذریعہ سے اس کا ظہور ہوا، اس لئے رسول کا تعلق بھی بڑھا دیا، غرض جو لوگ ایسی حرکت کرتے ہیں، اُن کی سزا یہی ہے کہ ایک حالت میں تو قتل کئے جاویں وہ حالت یہ ہے کہ ان رہزنوں نے کسی کو صرف قتل کیا ہو اور مال لینے کی نوبت نہ آئی ہو، یا اگر دوسری حالت ہوئی ہو تو سولی دیئے جائیں یہ وہ حالت ہے کہ انھوں نے مال بھی لیا ہو اور قتل بھی کیا ہو، یا اگر تیسری حالت ہوئی ہو تو اُن کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے یعنی داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹ دیئے جائیں، یہ وہ حالت ہے کہ صرف مال لیا قتل نہ کیا ہو یا اگر چوتھی حالت ہوئی ہو تو زمین پر آزادانہ آباد رہنے سے نکال کر جیل خانہ میں بھیج دیئے جاویں، یہ وہ حالت ہے کہ نہ مال لیا ہو نہ قتل کیا ہو، قصد کرنے کے بعد ہی گرفتار ہو گئے ہوں[1]"

خدا اور رسول سے جنگ مذکورہ بالا آیتِ قرآنی میں ان فسادیوں کو محارب قرار دیا گیا ہے جو لوگوں کی راحت چھین لیتے ہیں اور فتنہ و فساد کے شعلے بھڑکاتے رہتے ہیں، جس کا ماحصل یہ ہوا کہ جو بندگانِ خدا کا امن و امان غارت کرتے ہیں وہ دراصل اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں، اس وجہ سے کہ انسان اللہ کے عیال ہیں جس کی خبر خود رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے، جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے۔ اب جو ان "عیال اللہ" کو فساد کر کے اذیت پہونچائے، اللہ کے ساتھ اس کے محارب ہونے میں شبہ ہی کیا ہو سکتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان فتنوں سے منع کیا ہے اور کچھ لوگ ہیں جو اس کی خلاف ورزی

[1] بیان القرآن برحاشیہ قرآن تاج کمپنی ص ۲۳۴ ۱۲

کرتے ہوئے نہیں شرماتے، تو یہ سوائے باغی کے اور کون کرسکتا ہے۔

فتنہ وفساد | فتنہ وفساد کے مختلف عنوان ہوا کرتے ہیں، کبھی آدمی صرف ہنگامہ آرائی کرتا رہتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہر شخص بے انتہا پریشانی سے دوچار رہتا ہے، کبھی یہ منظم سازش کے تحت ہوتا ہے خواہ یہ لوٹ مار کرنے والوں کی جماعت ہو، یا رہزنوں کی، پھر وہ خلیفہ وقت اور حکومت کے باغی ہوں یا انسانی راحت وعافیت کے دشمن، اللہ تعالےٰ ان میں سے کسی کو بھی پسند نہیں کرتا اور نہ کسی کو عدالت تک پہنچنے پر معاف کرتا ہے، خواہ وہ کوئی بھی ہو، امیر ہو یا فقیر، بادشاہ ہو یا گدا، وزیر ہو یا چپراسی، مسلمان ہو یا غیر مسلمان، جرم ثابت ہو جانے یا اقرار کے بعد ہر ایک کی قرار واقعی سزا ضروری ہو جاتی ہے۔

اما المحارب فهو كل من كان دمه محقونا قبل الحرابة وهو المسلم والذمي۔

اللہ ورسول سے لڑنے والا وہ ہے جس کا خون اس لڑائی سے پہلے محفوظ ہو یعنی مسلمان اور ذمی۔

(بدایۃ المجتہد ص۴۵۵ ج۲)

اسلام کی نگاہ میں مجرم | یہ فتنہ وفساد کی گرم بازاری جس عنوان سے بھی کوئی کرے مجرم ہے۔

اما الحرابة فاتفقوا على انها اشهار السلاح وقطع السبيل خارج المصر، واختلفوا فيمن حارب داخل المصر، قال مالك خارج المصر وداخله سواء (ایضاً)

لڑائی اور بدامنی یہ ہے کہ ہتھیار سونتے یا رہزنی کرے، اگر یہ معاملہ آبادی سے باہر ہو تو اس پر سب کا اتفاق ہے کہ رہزنی اور بدامنی ہے اور اگر آبادی کے اندر ہو تو اس میں اختلاف ہے لیکن امام مالکؒ فرماتے ہیں آبادی کے اندر اور باہر دونوں حکم میں برابر ہے۔

رہزن کی سزا | ایسے مجرم پر دو حق ہیں، ایک اللہ تعالےٰ کا اور دوسرا انسانوں کا، اللہ تعالےٰ کا اس لئے کہ اس نے اس کے قانون کی خلاف ورزی کی اور اس کی حدوں کو توڑ ڈالا، اور انسانوں کا اس وجہ سے کہ اس نے اس کو جان کی یا مال کی یا دونوں کی اذیت پہونچائی ہے، اللہ تعالےٰ کے حق کا تقاضہ ہے کہ اس پر شرعی حد جاری کی جائے اور انسانی حقوق کا مطالبہ ہے کہ اس سے بدلہ دلوایا جائے، زخم وقتل کا بھی اور مال ودولت کا بھی، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس اس آیت کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:-

قال اذا حارب الرجل فقتل واخذ المال قطعت يده ورجله من خلاف وقتل وصلب فان قتل ولم ياخذ المال قتل وان اخذ المال ولم يقتل قطعت يده ورجله من خلاف واذا لم يقتل ولم ياخذ المال نفي (احکام القرآن للجصاص ج ۲ ص ۴۱۲)

ابن عباس نے فرمایا کہ جب کوئی رہزنی کرے اور بدامنی پھیلائے تو دیکھا جائیگا اگر اُس نے قتل کا ارتکاب بھی کیا ہو اور مال بھی لے لیا ہے تو اس کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹا جائیگا اور پھر قتل بھی کیا جائیگا اور پھانسی پر چڑھایا جائیگا اور اگر اس نے صرف قتل کیا ہو اور مال نہیں لیا ہو تو اسے قتل کیا جائیگا اور اگر صرف مال چھین لیا ہے اور قتل نہیں کیا ہو تو اس کا دایاں ہاتھ اور بایاں پیر کاٹا جائیگا اور اگر صورت یہ پیش آئی کہ اس نے نہ قتل کیا اور نہ مال لیا صرف ڈرایا دھمکایا ہو تو اسے قید کر دیا جائے گا۔

جرم اور سزا جس کا حاصل یہ ہوا کہ ان صاحب قوۃ فسادیوں کی چار صورتیں ہیں، پہلی یہ کہ وہ کسی سے ازراہ فساد لڑیں اور اُسے مار ڈالیں اور اُس کا مال بھی چھین لیں تو اس صورت میں اس کا دایاں ہاتھ اور بایاں پیر کاٹا جائے گا پھر اُسے قتل کیا جائے گا، پھر اُسے پھانسی پر لٹکایا جائے گا تاکہ اس کی یہ سزا پوری قوم اور سارے ملک کے لئے عبرت و بصیرت کا سبق بن سکے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ فسادیوں اور ڈاکوؤں نے کسی مسلم یا ذمی سے لڑائی کی اور اُسے قتل کر ڈالا، مگر مال نہ لیا تو ایسے فسادی کی سزا یہ ہے کہ اسے قتل کر ڈالیں۔ تیسری صورت یہ ہے کہ مال لوٹ لیا مگر قتل نہیں کیا، تو اس صورت میں اُن کا دایاں ہاتھ اور بایاں پیر کاٹ لیا جائے گا۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ لڑائی اور فساد کیا مگر نہ جان سے مارا اور نہ اس کا مال لوٹا تو اس شکل میں اسے جیل میں بند کر دیا جائے گا۔

جلاوطنی کی مراد نفی کے معنی ہیں جلاوطن کرنا، مگر جلاوطنی ایسی ہو کہ وہ اپنی سزا بھی پالے اور دوسرے لوگ اس کی اذیت کوشی سے محفوظ بھی ہو جائیں اگر ایک شہر سے دوسرے شہر میں جلاوطن کر دیا گیا تو کچھ دنوں ممکن ہے اجنبیت کی وجہ سے ہاتھ پیر نہ مارے لیکن کچھ دنوں بعد پھر پوری ڈھٹائی سے وہ شبخون مارنا شروع کر دیگا تو یہ کوئی سزا نہیں ہوئی کہ نہ پبلک اس کی اذیت کوشیوں سے محفوظ ہوئی اور نہ اس پر پابندی عائد ہوئی۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی تھی کہ حدود دارالاسلام سے خارج کر دیا جائے لیکن یہ اس لئے نہیں کیا جا سکتا کہ وہ پھر دارالحرب کا رخ کرے گا،

اور کافر کے ملک میں ایسے شخص کے متعلق اس کے سوا اور کیا توقع کی جاسکتی ہے کہ شاید وہ دین اسلام سے پھر جائے اور غیر مذہب قبول کرلے تو گویا ارتداد کے لئے پیش کرنا پڑا، اس لئے یہ بھی درست نہیں ہے، چونکہ یہ جرم اس کا پہلا ہے اس لئے قتل بھی جائز نہیں ہے، اس لئے جلاوطنی کے معنی یہاں یہی لئے جاسکتے ہیں کہ اسے محبوس کردیا جائے کہ عوام سے اس کا رشتہ باقی نہ رہے اور پوری آبادی سے جلاوطنی کی زندگی گذارے، محققین علماء کی یہی رائے ہے اور جلاوطنی کا یہی معنیٰ اس کے حسب حال ہوتا بھی ہے، رہا قید کس شہر کے جیل میں کیا جائے' یہ حاکم کی رائے پر ہے' جہاں مناسب سمجھے' یوں علماء نے مختلف معنیٰ بیان کئے ہیں"۔

واختلف فی النفی فقال اصحابنا هو حبسه حیث یری الامام (احکام القرآن ۲۱۲/۲)	نفی یعنی جلاوطنی کے باب میں اختلاف ہے۔ لیکن ہمارے علمائے احناف فرماتے ہیں کہ نفی یعنی جلاوطنی سے مراد یہاں قید کرنا ہے' حاکم وقت جہاں مناسب سمجھے قید کردے۔

قرآن کا لفظ ہے ینفوا من الارض، کہ روئے زمین سے جلاوطن کردیا جائے اور اس جلاوطنی کی صورت اس کے سوا اور کوئی موزوں نہیں ہوسکتی' جو اوپر بیان کی گئی' اس لئے کہ منشا رکیا ہے؟ یہی نا کہ اس کی سزا بھی ہوجائے اور اس کے شر سے مسلمان و ذمی محفوظ بھی ہوجائیں۔

لانه معلوم ان المراد بما ذکرہ زجرہ عن اخافة السبیل وکف اذاہ عن المسلمین (احکام القرآن ۲۱۲/۲)	یہ معلوم ہے کہ جو کچھ مذکور ہوا اس کی مراد یہ ہے کہ رہزنی سے اسے روکا جائے اور مسلمانوں کو اس کی اذیت سے بچایا جائے۔

جیل ہی ایسی جگہ ہے کہ اس کی سزا بھی ہوجائے گی اور اس کے شر و فساد سے دوسرے لوگ محفوظ و مامون بھی ہوجائیں گے۔ ابو بکر جصاصؒ نے پوری بحث کرنے کے بعد لکھا ہے۔

فثبت ان معنی النفی هو نفیه عن سائر الارض الا موضع حبسه الذی لا یمکنه فیه العبث والفساد (ایضاً)	پس یہ بات ثابت ہوگئی کہ نفی (جلاوطن) کا معنی یہ ہے کہ اسے تمام آبادی سے جلاوطن کردیا جائے' سوائے قیدخانہ کے جہاں اس کے لئے فتنہ اور فساد ممکن ہی نہیں ہے۔

گفتگو مفسدین کی سزا پر ہو رہی تھی، ائمہ کا تفصیل میں باہم اختلاف ہے' یعنی سزا کے تو سب ہی قائل ہیں

مگر اس کی کتنی صورتیں نکلتی ہیں، اور ہر ہر صورت میں سزا کی تفصیل کیا ہوگی، یہ مختلف فیہ ہے۔

قتل اور لوٹ کی سزا | ائمہ احناف میں امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ مفسدین اور رہزنوں نے اگر قتل اور لوٹ دونوں کا ارتکاب کیا ہے تو امام کو چار طرح کا اختیار ہے۔

فان قتلوا واخذوا المال فان ابا حنیفة قال للامام اربع خیارات ان شاء قطع ایدیھم وارجلھم و قتلھم وان شاء قطع ایدیھم وارجلھم وصلبھم وان شاء صلبھم وان شاء قتلھم وترك القطع (احکام القرآن ص ۴۰۹ ج ۲)

اگر رہزنی اور بدامنی پھیلانے والے قتل کا بھی ارتکاب کریں اور مال بھی لوٹ لیں تو اس صورت میں امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ امام کو چار طرح کے اختیارات ہیں کہ ان میں سے جونسی صورت بھی اسے مناسب معلوم ہو عمل میں لائے، دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹ کر قتل کر ڈالے یا دایاں ہاتھ اور بایاں پیر کاٹ کر پھانسی دیدے یا پھانسی پر چڑھادے یا قتل کر ڈالے اور ہاتھ پیر نہ کاٹے

اور امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ سزا متعین ہے کہ پہلے پھانسی دی جائیگی پھر قتل کیا جائے گا اور قطع ید ورجل عمل میں نہ لایا جائیگا۔ امام شافعیؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جب فساد و رہزنی کرنے والے گرفتار ہوجائیں، تو امام وقت کو پورا اختیار ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو سزا بیان کی ہے اسے وہ ان پر عاید کریں، خواہ قتل کر ڈالیں، خواہ ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالیں، اس کی کوئی قید نہیں ہے کہ انھوں نے قتل کیا ہو یا مال لوٹا ہو یا دونوں کے مرتکب ہوئے، یا کسی کے مرتکب نہ ہوں، ہر حال میں امام کو قتل وقطع کا اختیار ہوگا۔

رہزنی اور فساد | مختصر یہ ہے کہ ان فسادی، مردم آزار، اور راہزن کو ہر حال میں سزا ملے گی، تفصیل میں اختلاف ہے، سزا دینے میں نہیں، بلکہ اس میں سب کا اتفاق ہے اور ہونا بھی چاہیئے کہ یہ رہزنی کرتے ہیں اور راستہ کا امن وامان غارت کرتے ہیں اور یہ اپنے مفاسد کے اعتبار سے چوری سے بڑھ کر ہے۔

اما کونه الکبریٰ فلان ضررہ یعم عامة المسلمین من حیث یقطع علیھم الطریق بزوال الامن ولان موجبه اغلظ من حیث قطع الید والرجل

یہ بڑا فتنہ یا چوری اس لئے ہے کہ اس کا نقصان عام مسلمانوں کو پہونچتا ہے اس طرح کہ راستہ کا امن وامان ختم ہوجاتا ہے اور رہزنی ہوتی ہے اور اسی لئے بھی اس کی سزا بہت سخت ہے اس طرح کہ ہاتھ پاؤں خلاف جانب سے کاٹے جاتے ہیں

من خلاف ومن حیث القتل والصلب	اور قتل و پھانسی کی سزا دی جاتی ہے

(البنایہ شرح ہدایہ باب قطع الطریق ص ۴۷۹/ج۶)

شرائط راہزنی | ڈکیتی اور رہزنی کے لئے یہ شرط ہے کہ ان فسادیوں کے پاس اتنی قوت اور ایسا دبدبہ ہو کہ مسافر اور دوسرے لوگ جن پر یہ حملہ آور ہوتے ہیں مقابلہ کی تاب و طاقت نہ رکھتے ہوں، خواہ یہ حملہ آور حملہ میں ہتھیار استعمال کریں یا کوئی دوسرا آلہ۔ پھر یہ حملہ خواہ دن میں ہو یا رات میں، اسی طرح آبادی سے باہر ہو، یا آبادی کے اندر، پھر یہ حملہ کرنے والا ایک ہو، یا متعدد اور جماعت، ہر حال میں یہ راہ زن کہے جائیں گے اور ان کی سزا آیت بالا کے مطابق ہوگی

در مختار میں ہے:۔

ھو السرقۃ الکبریٰ من قصدہ و لو فی المصر لیلاً بہ یفتی وھو معصوم علی شخص معصوم و لو ذمیا	یہ رہزنی سرقہ کبریٰ ہے جو شخص اس کام کا ارادہ کرے اگرچہ آبادی ہی کے اندر رات میں کیوں نہ ہو، اور اسی قول پر فتویٰ ہے اس حال میں کہ وہ محفوظ الدم ہو اور جس پر حملہ آور ہو وہ بھی محفوظ الدم ہو، خواہ ذمی ہی کیوں نہ ہو۔
(علی ھامش ردالمحتار ص ۲۳۲/ج۳)	

ایک شخص ہو تو بھی مجرم ہے | علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:۔

وعبر بمن لیفید انہ لا یشترط کون القاطع جماعۃ فیشمل ما اذا کان واحداً لہ منعۃ بقوتہ وبجلادتہ کما فی القہستانی والفتح (ایضاً)	لفظ "من" کے ساتھ تعبیر سے منشا یہ ہے کہ ڈاکو کا جماعت کی شکل میں ہونا شرط نہیں ہے۔ بلکہ اگر ایک شخص یہ کام کرے، جس کے پاس طاقت وقدرت ہو تو یہ حکم اس پر بھی عائد ہوگا۔

پھر یہ فساد کرنے والے اور امن وامان کے دشمن مرد ہوں یا عورتیں، غلام ہوں یا آزاد، سب کی سزا ہوگی کسی کو بخشا نہیں جائے گا، زیادہ سے زیادہ عورت کی لاش کے ساتھ اتنی رعایت ہوگی کہ وہ پھانسی پر لٹکائی نہیں جائے گی۔

وشمل العبد وکذا المرأۃ فی ظاھر الروایۃ الا انھا لا تصلب (ایضاً)	یہ غلام کو بھی شامل ہے اور عورت کو بھی ظاہر روایت یہی ہے صرف فرق یہ ہے کہ عورت پھانسی پر لٹکائی نہیں جائے گی۔

دن اور رات میں فرق | رات میں اگر یہ ڈرائیں، یا لوٹ مار کریں، تو اس وقت ہتھیار کی شرط نہیں ہے، البتہ دن میں ہتھیار کی شرط ہے۔ علامہ شامی لکھتے ہیں۔

قوله ولوفی المصر لیلا ای بسلاح اوبدونه ولکن انهاراً لو بسلاح وهذا هو روایته عن ابی یوسف افتی بها المشائخ دفعاً لشر المتغلبة المفسدین (ایضاً)

رات میں آبادی کے اندر کا مطلب یہ ہے کہ وہ مسلح ہوں، خواہ نہ ہوں، دونوں حالتوں میں ڈاکو کا حکم رکھتے ہیں، اور ایسے ہی وہ دن میں بھی رہزن کے حکم میں ہیں مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ ہتھیار سے لیس ہوں۔ امام ابو یوسفؒ سے یہی روایت ہے جس پر مشائخ نے فتویٰ دیا ہے تاکہ غلبہ پائے ہوئے مفسدین کا شر دور ہو سکے۔

قتل و رہزنی کے پہلے گرفتاری پر سزا | اسلام مفسدین کا دشمن ہے، جب تک وہ اپنے اعمالِ بد سے تائب نہ ہو جائے، وہ ایک لمحہ کے لئے بھی ایسے افراد کو معاف نہیں کرتا ہے، چنانچہ اگر یہ ایسے فتنہ پرداز اور مردم آزار افراد، لوٹ مار اور قتل و خون ریزی سے پہلے گرفتار ہو جائیں تو بھی سزا کے بعد جیل میں بند کر دیئے جائیں گے اور اس وقت تک بند رکھے جائیں گے جب تک توبہ نہ کر لیں اور اس سلسلہ میں صرف ان کی زبانی توبہ قبول نہیں ہے۔ بلکہ ان میں صالحین کے آثار ہویدا ہو جانے چاہئیں، یا پھر وہ جیل ہی میں دم توڑ دیں۔

فأخذ قبل اخذ شئ وقتل نفس حبس وهو المراد بالنفی الخ بعد التعزیر لمباشر منکر التخویف حتیٰ یتوب لا بالقول بل بظهور سیما الصلحاء او یموت (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب قطع الطریق ۳۲/۳۴۴)

اگر مال وغیرہ لینے اور قتل کے ارتکاب سے پہلے وہ گرفتار کر لئے جائیں تو سزا کے بعد ان کو جیل خانہ میں بند کر دیا جائے اور نفی کی یہی مراد ہے اس لئے کہ انھوں نے خوف زدہ کیا ہے اور اس وقت تک بند رہیں گے کہ جب تک توبہ نہ کر لیں اور اس توبہ کے لئے نیکو کار کے سے آثار کے پائے جانے کی ضرورت ہے صرف قول کافی نہیں ہے یا پھر توبہ نہ کرنے کی صورت میں جیل ہی میں موت سے ہم آغوش ہو جائیں

سزا کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ اس نے پبلک کو ستایا ہے، اور ان پر ان کی راحت حرام کر دی ہے اس لئے حسب صوابدید اس کی مار پیٹ ہو، پھر جیل میں ڈال دیا جائے۔

بعد التعزیر ای بالضرب (رد المحتار ۳۲/۳۴۴)   تعزیر یعنی سزا کا مطلب ہے مار پیٹ۔

حملہ کے مال لوٹنے کی سزا | اور اگر اس گروہ یا اس کے کسی فرد نے حملہ کرنے کے ساتھ مال بھی لوٹ لیا ہے اور

وہ مال دس درہم کے برابر ہے اور اگر حملہ آور کئی شخص ہیں اور ہر شخص کے حصہ میں کم از کم دس درہم آیا ہے تو پھر اس وقت سزا کی نوعیت یہ ہوگی کہ اگر ایک ہے تو اس کا اور اگر کئی ہیں تو سب کے دائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں کاٹ ڈالے جائیں گے ۔ اس سلسلہ میں قطعاً کوئی رورعایت نہ کی جائے گی ۔

وان اخذ مالا معصوما بان کان لمسلم اوذمی واصاب منه کلاً نصابٌ قُطع یدہ ورجله من خلاف ان کان صحیح الاطراف (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار ص ۲۳۳ ج ۳)

اور اگر وہ محفوظ مال لے بایں طور کہ وہ کسی مسلمان یا ذمی کا تھا اور ہر ایک کے مقدار نصاب یعنی دس درہم آجائے تو اس کا داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں امام کاٹے گا، بشرطیکہ وہ صحیح الاطراف ہو ۔

صحیح الاطراف کا مطلب یہ ہے کہ اس کا بایاں ہاتھ اور دایاں پیر کارآمد ہو، تاکہ اپنی ضروریات کی وہ ان کے ذریعہ تکمیل کرسکے، اگر یہ دونوں بیکار اور شل ہوں گے تو پھر کاٹا نہیں جائیگا، کہ پھر وہ اپنی انسانی ضرورت کیسے پوری کرسکے گا ۔ البتہ اگر دایاں ہاتھ اور بایاں پیر جن کے کاٹنے کا حکم ہے، اگر وہ دونوں عیب دار ہوں تو اس حالت میں بھی انھیں کاٹ ڈالا جائے گا، حاصل یہ ہے کہ ایک ہاتھ اور ایک پیر باقی چھوڑ دینا چاہیئے ۔

قطع ید اور رِجل کی سزا ہاتھ پاؤں کاٹنے کی یہ سزا اگر بنظر امعان دیکھئے تو معلوم ہو کہ یہ قتل سے بڑھکر سزا ہے، مثل مشہور ہے کہ موت آئی مصائب سے جان بچی، یہاں تو زندگی میں آنکھوں کے سامنے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے، پھر ان کو چنتے ہوئے لوہے یا تیل سے داغا گیا اور زندگی بھر کے لئے یہ نشانیاں ساتھ چمٹی رہیں، جب کسی کی نگاہ پڑی سہم گیا، یہ ڈاکو تھا جس کی سزا اس کو بھگتنی پڑ رہی ہے

وھذا الفعل قد یکون اشد من القتل فان الاعراب وفسقة الجند وغیرھم اذا راوا ھو بینھم مقطوع الید والرجل یذکرون بذالك جرمه فارتدعوا (السیاسة الشرعیة ص ۳۷)

یہ سزا کبھی قتل سے بڑھ کر عبرت انگیز ہوتی ہے اس لئے کہ بدو گنوار اور ڈاکو وغیرہ جب اپنے ساتھی ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے آدمیوں کو دیکھیں گے تو ان کے جرم کو یاد کریں گے اور اس کے ارتکاب سے باز آئیں گے ۔

قتل کیا اور مال نہیں لیا تیسری صورت یہ ہے کہ اس نے قتل کا ارتکاب کیا، لیکن مال نہیں چھینا تو اس شکل میں یہ مجرم

قتل کردیا جائے گا اور قتل بطور حد ہوگا۔ قصاص میں نہیں ہوگا۔ حد اور قصاص کا فرق یہ ہے کہ قصاص ولی مقتول معاف کرسکتا ہے، حد کوئی معاف نہیں کرسکتا۔ لہٰذا اس کے اس قتل کو کوئی نہ معاف کرسکتا ہے اور نہ روک سکتا ہو کیونکہ یہ خالص اللہ تعالےٰ کا حق ہے۔

وان قتل معصومًا ولم یاخذ مالا قتل حدا لا قصاصًا فلذا لا یعفوہ ولی ولا یشترط ان یکون القتل موجبا للقصاص لوجوبہ جزاء لمحاربتہ للّٰہ تعالیٰ بمخالفۃ امرہ (ایضًا)

اور اگر اس نے کسی مسلمان یا ذمی کو صرف قتل کیا اور مال نہیں چھینا تو وہ بطور حد کے قتل کیا جائیگا، یہ قتل قصاص کے حکم میں نہ ہوگا اور یہی وجہ ہے کہ ولی اسے معاف بھی کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا ہے اور اس قتل میں یہ شرط نہیں ہے کہ وہ موجب قصاص ہو اس وجہ سے کہ یہ بدلہ ہے، اللہ تعالےٰ کے ساتھ لڑائی کا جو اس نے اس کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے

حد معاف نہیں ہوتی | حد کا فائدہ یہ ہوگا کہ کسی کے معاف کئے معاف نہیں ہوسکتی ہے اور جو حاکم ایسا کریگا، وہ قانونِ اسلام کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوگا اور گنہ گار ہوگا۔

قولہ فلذا لا یعفوہ ولی ای لکونہ خالص حق اللّٰہ تعالیٰ لا یسع فیہ عفوغیرہ فمن عفا عنہ عصی اللّٰہ تعالیٰ (ردالمحتار ج۳ ص۲۳۳)

ولی کو حق عفو اس لئے حاصل نہ ہوگا کہ یہ رہزنی کی سزا محض اللہ تعالیٰ کا حق ہے اس کے سوا کسی اور کو معاف کرنے کا حق حاصل نہیں ہو لہذا جو بھی معاف کریگا وہ خدا کا نافرمان ہوگا۔

حد اور قصاص کا فرق | یہ جو بیان کیا کہ اس میں اس کی شرط نہیں ہے کہ قتل موجب قصاص ہو، اس سے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ یہاں مجرم کا قتل اس بنیاد پر ہو کہ اس نے اللہ تعالےٰ کے حکم کی مخالفت کی ہو اور قانون شکنی کا مرتکب بنا ہو۔ لہٰذا اس حد کے اندر ان شرائط کی رعایت نہیں ہوگی جو قصاص کے سلسلہ میں بیان کئے گئے ہیں بلکہ محارب ہونے کی حیثیت سے اسے بھی قتل کرڈالا جائیگا اور اس کے معاونین وانصار کو بھی، پھر قتل کا ارتکاب پایا جانا کافی ہے، یہ نہیں دیکھا جائیگا کہ کس چیز سے مارا ہو۔ علامہ شامی لکھتے ہیں۔

قولہ لا یشترط الخ ای فیقتل القاتل والمعین سواء قتل بسیف او حجر او عصا (ایضًا)

عدم شرط کا ماحصل یہ ہو کہ قاتل اور معین (مددگار) سب قتل کئے جائیں گے، خواہ اس نے تلوار سے قتل کیا ہو یا پتھر اور لاٹھی سے